



سوال

(115) فاحشہ عورت نے مسجد بنوائی اس کے بعد کسی نے مسجد خرید کر فی سبیل اللہ وقف کر دی اس مسجد کے بارے کیا حکم ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک فاحشہ عورت نے مسجد بنوائی بعد ازاں کسی مسلمان نے اس مسجد کو جلال مسجد سے خرید کر فی سبیل اللہ وقف کر دیا تو اس مسجد میں نماز جائز ہے یا نہ، اور وہ مسجد حکم مسجد رکھتی ہے۔
- یا نہ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بموجب حکم حدیث شریف کہ

”تحقیق اللہ پاک ہے نہیں قبول کرتا مگر پاک کو اور دوسری حدیث کہ کھانا اس کا حرام ہے اور پینا اس کا حرام ہے اور لباس اُس کا حرام ہے اور پالا گیا ہے حرام سے پس کیوں کر قبول کی جاوے دعا اُس کی یہ دونوں حدیثیں مسلم میں ہیں، اور بموجب حدیث عبد اللہ بن عمر کے کہ جس نے خرید کوئی کپڑا دس درہم کو اور ان میں ایک درہم حرام کا ہے تو جب تک وہ کپڑا اس پر رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرے گا پھر عبد اللہ بن عمر نے اپنے کانوں میں انگلیوں کو داخل کر کے کہا کہ اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حدیث فرماتے ہوئے نہ سنا ہو تو خدا کرے یہ دونوں کان بہرے ہی ہو جائیں۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ ۱۱۲ اور بموجب حدیث کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا ہے نماز اس شخص کی جو نیچے لٹکانے والا ہے تبند اپنے کو ٹخنوں سے، اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔“

بموجب ان احادیث مذکورہ بالا کے، فاحشہ کی مسجد میں نماز جائز نہیں ہے، کیوں کہ وہ مال ناپاک اور حرام ہے۔ اور لباس حرام سبب نہ قبول ہونے نماز کا ہے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اختیارات میں لکھا ہے کہ چھینے ہوئے اور ریشم کے کپڑے اور چھینے ہوئے مکان میں نماز نہیں ہوتی یہ جب ہے کہ فرض نماز ہو اور یہی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دو روایتوں میں صحیح زیادہ تر ہے۔ اور اگر نفل نماز ہو تو آدمی نے کہا ہے کہ احمد کی ایک روایت صحیح نہیں ہے اور اگر کسی نے اُس مسجد کو حلال مال کے ساتھ خرید تو بموجب آیت کریمہ نہ بدلونا پاک کے ساتھ پاک کے، حرمت اس کی نہیں جائے گی۔ اور اس حدیث سے کہ ہلاک کرے اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو کہ تحقیق جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربین حرام کیں تو انہوں نے ان کو پگھلا کر اور بیچ کر ان کی قیمت کھائی... ثابت ہوا کہ حرام چیزوں کی حرمت بیع و فروخت کے ساتھ رفع نہیں ہوتی پس حکم مسجد مذکور کا وہی ہے جو پہلے گذرا۔

لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کجبری کا مہر حلال ہے، حسن چلپی نے ذمیرہ عقبیٰ میں لکھا ہے کہ زانیہ جو مال پہلے مقرر کر لیوے وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے لیے حلال ہے اس لیے کہ بدلہ مثل کا حلال ہوتا ہے اگرچہ سبب حرام ہی ہو، اور صاحبین کے نزدیک (یہ مال) حرام ہے، اور اگر پہلے مقرر نہ کرے تو اتفاقاً حرام ہے، محیط میں بھی اسی طرح لکھا ہے اور حنفیوں کے نزدیک مال حرام بھی اگر خریدنے والا جائز طور پر خریدے پاک ہو جاتا ہے۔ فقہیہ میں لکھا ہے اگر غالب گمان یہ ہے کہ بازار والوں کے اکثر سودے



فساد سے خالی نہیں ہوتے تو اگر اکثر سودے حرام میں ہوں ان کو خریدنا نہ چلیے، لیکن باوجود صورت حرام کے اگر ان کو خرید بھی لے، تو وہ مال اس کے لیے حلال ہوگا۔ جبکہ پچھلے خریدار کی بیع جائز طور پر ہوا انتہی۔ لیکن میرے نزدیک ان کے پاس قرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہیں ہے۔ خدا جانے یہ رخصت انہوں نے کہاں سے حاصل کی۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں احکام و مسائل

جلد 02